تہذیبوں کا تصادم

مصنف

یہودی مفکر سیموئل ہنٹنگٹن

مترجم اور مرتب کردہ

امیر حمزہ

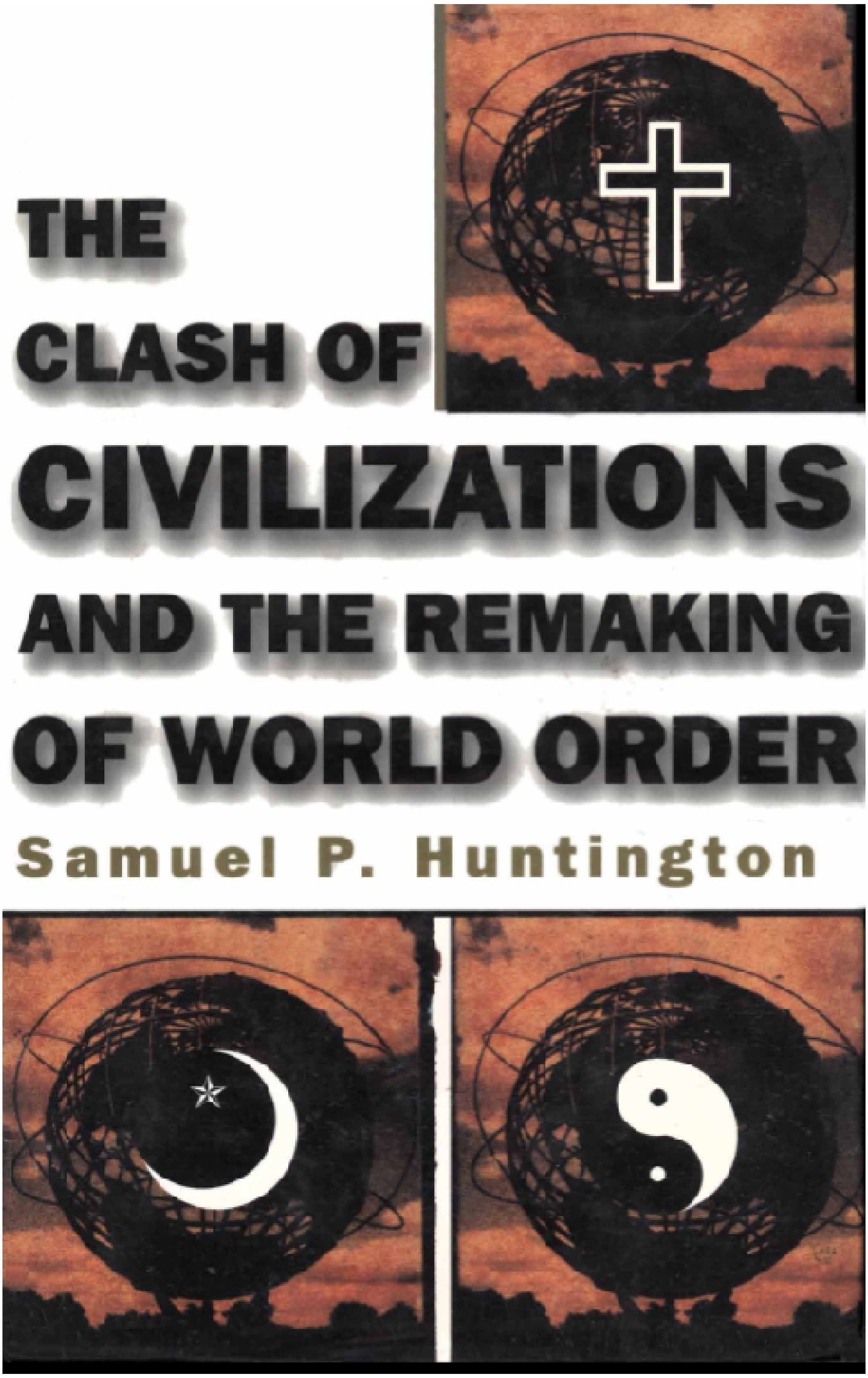

مصنف کا تعرف

* امریکی صدر جمی کارٹر کی حکومت میں نیشنل سکیورٹی کاؤنسل کا ڈاریکٹر تھا، فارین پالیسی کا بانی تھا اور امریکن پولیٹیکل سائنس ایسوسیئیشن کا صدر تھا۔
* ہارورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر تھا۔
* جون اولن انسٹیٹیوٹ فار اسٹریٹیجک اسٹڈیز کا ڈاریکٹر رہا۔
* ہارورڈ اکیڈمی فار انٹرنیشنل اسٹڈیز کا ڈاریکٹر رہا۔
* متعدد کتب اور آرٹیکلز لکھے۔

Samuel P. Huntington is Albert J. Weatherhead III University Professor at Harvard University, where he is also director of the John M. Olin Institute for Strategic Studies and chairman of the Harvard Academy for International and Area Studies. He was director of security planning for the National Security Council in the Carter Administration, founder and co-editor of *Foreign Policy*, and president of the American Political Science Association. He is the author of many books and scholarly articles.

90ء کی دہائی میں لکھی گئی یہ کتاب اپنے مضمون کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہوئی۔ کتاب میں مصنف بار بار یہ لکھتا ہے کہ مغربی تہذیب کے مقابلے میں اسلامی تہذیب ہے۔ اور اسلامی تہذیب کی طاقت مسلمانوں کی آبادی اور مسلمانوں کی اپنی تہذیب سے محبت میں ہے۔ مغربی تہذیب کی طاقت کے بارے میں مصنف لکھتا ہے کہ اس کی طاقت ڈیموکریسی نظام میں ہے اور دوسروں کو اس نظام کی دعوت دینا اس کا مِشن ہونا چاہیے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ دوسروں کو ڈیموکریسی کی تعریف وہی تسلیم کرنی پڑے گی جیسا مغرب کا خیال ہے۔

یہودی مفکِر سیموئل ہنٹنگٹن کی کتاب سے منتخب اقوال،
کونسی تہذیب غالب ہوگی اور کس کا ہوگا زوال؟
کس کی تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی کرے گی خودکشی،
کونسی تہذیب ڈوبے گی اور کس کا ہوگا انتقال؟

تہذیب و ثقافت

* ثقافت اور ثقافتی تشخص دنیا میں اتحاد، نا اتفاقی اور تنازعوں کے خطوط متعین کر رہے ہیں۔ ص. 20

* آج دنیا کی سیاست در حقیقت "تہذیبوں کی سیاست" ہے۔ ص. 28

لوگ اور مختلف گروہ ایک دوسرے کے قریب تبھی آتے ہیں جب ان میں کچھ چیزیں مشترکہ ہوتی ہیں۔ جیسے مسلمان سرحدی لکیریں کھنچنے کے باوجود ایک دوسرے کا درد سینے میں رکھتے ہیں اور غیر مسلم آپس میں ایک ہیں۔ آج دنیا کے مادہ پرست، سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک بھلے چاہے سیکیولر ہونے کا دعویٰ کریں لیکن ان کے پرچم، حکمران منتخب کرنے، قانون بنانے اور فارین پالیسی میں ان کا اپنے ماضی یعنی تاریخ، اپنی ثقافت اور مذہب سے تعلق نہ سہی مگر جھلک ضرور نظر آئے گی۔ جیسے یورپ کے بظاہر سیکیولر ممالک کے پرچموں میں **Cross** صلیب کا نشان ہے۔ اکثر ممالک کے حکمران بننے کے لیے عیسائی ہونا شرط ہے اور بھی ایک مخصوص فرقے کا۔

اسی تہذیب و ثقافت کی مماثلت کی بنیاد پر ممالک ایک دوسرے سے تعلقات رکھتے ہیں اور اسی بنیاد پر ایک دوسرے کی حمایت اور مخالفت کرتے ہیں۔
کتاب میں مصنف لکھتا ہے یورپ اور امریکہ ایک تہذیب "مغربی تہذیب" سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی اس تہذیب کو طاقت دیتے ہیں اور اس تہذیب کی مخالف تہذیبوں کے خلاف اقدامات کرتے ہیں یا کرنے چاہئیں۔

* مغرب کا مسئلہ اسلام سے ہے۔ کیونکہ یہ ایک مختلف منفرد تہذیب ہے اور اس کے لوگ اپنی ثقافت کی برتری کے قائل ہیں۔ ص. 217

* اسلام وہ واحد تہذیب ہے جس نے مغرب کی بقا کو خطرے میں ڈالا ہوا ہے۔ ص. 210

یہودی مصنف کتنا خوب سمجھا ہے اسلام کی طاقت کو!

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے،
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے۔

اقبالؒ

آ با د ی

* مسلم اور غیر مسلم تنازعوں کا سب سے بڑا مسئلہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ ص. 119

* بھارت مستقبل میں ایک بڑی معیشت بن کر ابھر سکتا ہے، لیکن مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اس کا مسئلہ بن سکتی ہے۔ ص. 121

اس امریکی یہودی کی باتوں سے اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ان کو مسلمانوں کو آبادی کتنی چبھتی ہے اور اسے کم کرنے کے یہ اقدام بھی کر رہے ہیں۔ دہشتگردی کے خلاف جنگ اور دنیا کو ہتھیاروں سے پاک کرنے کے بہانے پوری دنیا میں مسلمانوں کو مارا جا رہا ہے اور جو ان کے بموں کی پہنچ سے دور ہے وہاں مختلف ویکسین بھیجی جا رہی ہیں۔ ویکسین پر سب سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے والے بل گیٹس کا کہنا ہے کہ دنیا کی آبادی کو کنٹرول کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ویکسین ہیں۔ مسلم ممالک میں پولیو سمیت دوسری بھیجی جانی والی ویکسین کے معائنوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے یہ ویکسین حمل ضایع کرتی ہیں اور بھانج پن کا سبب بنتی ہیں۔ نئی تحقیق کے مطابق کینسر کا تعلق بھی کسی نہ کسی ویکسین سے بتایا جا رہا ہے۔

* اگر اکیسویں صدی کی دوسری اور تیسری دہائی میں مسلمانوں کی آبادی کا بڑھنا کم ہوتا ہے تو اسلام کی طاقت بھی کم ہو کر ختم ہو جائے گی۔ ص. 120

مسلمان کا ایمان تو تعداد پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہوتا ہے۔ لیکن یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی آبادی کم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر میں مسلمانوں کی زیادہ آبادی ہمیں طاقتور بناتی ہے۔

* مسلم ریاستوں کا جغرافیائی محل وقوع، بڑی آبادی اور تیل کے ذخائر مسلمانوں کو دنیا کے سیاسی معاملات میں با اثر بنا دینگے۔ ص. 21

مسلم ممالک اپنی جغرافیائی پوزیشن، تیل کے ذخائر اور دوسری معدنیات سے معاشی طاقت بن سکتی تھی لیکن یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں پر اپنے وفادار حکمران مسلط کر کے مسلمانوں کو اس ترقی سے دور رکھا ہوا ہے۔
کیوں؟ اس کا جواب یہودی مصنف کی طرف سے:

* اگر غیر مغربی معاشروں کی طاقت اور خود اعتمادی بڑھے گی تو وہ اپنے ثقافتی اقدار اپنالیں گے اور مغرب کے تھوپے گئے کلچر کو رَد کر دینگے۔ ص. 21

یعنی یہود و نصاریٰ کی دوستی ہو کہ دشمنی، وہ اس بات کو ہمیشہ اہمیت دیتے ہیں کہ ان کی تہذیب "مغربی تہذیب" کا بول بالا ہو۔ دوسروں سے ایسے مواقع چھینے جائیں جو ان کی تہذیب کو طاقت دیں اور مغرب کی تہذیب کو کم تر سمجھیں۔ مسلم ممالک میں موجود مغرب زدہ حکمران اول تو اسلامی تہذیب کے خلاف ماحول بناتے ہیں اور دوم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں یعنی وسائل یا تو استعمال میں نہیں لاتے یا پھر یہود و نصاریٰ کو سونپ دیتے ہیں۔ غیور مسلمانوں کو مالی اور تہذیبی دونوں بنیادوں پر تنگ کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا مالی یا تہذیبی کسی بھی طرح باوقار ہونا دشمن کو منظور نہیں ہے۔

* مسلم دنیا میں اسلامی سیاست و ثقافت کا مقبول ہونا اور مغربی اقدار کا رَد ہونا ایک چیلنج ہے مغرب کو اسلام کی طرف سے۔ اور اس چیلنج کی جڑ ہے عوامی بیداری اور آبادی۔ ص. 102

نظام کی بالادستی اور ڈیموکریسی

* لوگ سیاست کو محض دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لیے ہی نہیں استعمال کرتے بلکہ یہ ان کی شناخت ظاہر کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ ص. 21

جس طرح مسلمانوں کا طرزِ سیاست خلافت ہے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ قانون اللّٰہ کا چلے گا اور اسی طرح یہ ہماری مسلم شناخت کا مظہر بھی ہے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی تہذیبی شناخت کا مظہر پایا نظام ڈیموکریسی میں۔ اب تو تن، من، دھن اسی میں لگائے ہوئے ہیں۔

* جمہوری لبرلزم کا مغربی نظریہ دنیا پر چھا گیا ہے اور یہی درست نظریہ ہے۔ ص. 183

بات یہیں پر ختم نہیں ہے کہ یورپ اور امریکہ میں ڈیموکریسی کا راج ہے تو بس فتح ہوگئی۔ بلکہ فتح تو تب ہے جب ساری دنیا مغرب کے دیے ہوئے نظام ڈیموکریسی کو قبول کرلیں اور رائج کردیں۔

* مغرب خاص طور پر امریکہ کی خواہش ہے کہ غیر مغربی لوگ مغربی طرز کی جمہوریت کو اپنالیں۔ ص. 184

* مغرب کو چاہیے کہ وہ غیر مغربی معاشروں پر دباؤ ڈال کر انہیں مغربی سیاسی اقدار اپنانے پر مجبور کریں اور جمہوریت اور انسانی حقوق کو ویسے ہی مانیں جیسے مغرب کا تصور ہے۔
ص. 186

نظام ڈیموکریسی کے حمایتی مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ یہ نظام قبول کرنا مغربی تہذیب کی فتح ہے اور اس سے بغاوت کرنا اسلامی تہذیب سے محبت ہے۔ اس نظام کا حصہ بن کر یہود و نصاریٰ کو ان کے ناپاک مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ یہ نظام مسلمانوں کو دھوکے کے سوا کیا دے گا؟ یہودی مصنف خود ہی لکھتا ہے:

* مغرب ڈیموکریسی کو فروغ دیتا ہے لیکن تب نہیں جب مسلمان بنیاد پرست اقتدار میں آئیں۔
ص. 184

یہودی مصنف بھی اس بات کو خوب سمجھا ہے کہ اس مغربی تہذیب کے نظام کی راہ میں کون رکاوٹ ہے۔ لکھتا ہے:

* مغربی جمہوریت کے پھیلاؤ کو سب سے مزاحمت کا سامنا اسلام سے ہے۔ ص. 193

تمام دنیا میں مغربی تہذیب کا سیاسی، ثقافتی اور معاشی نظام رائج کرنا یہود و نصاریٰ کا ہدف ہے اور یہ ہدف حاصل نہیں ہوگا جب تک دوسری تہذیبوں کا جنازہ نہیں نکال لیتے۔

* مغرب کی تہذیب سب سے طاقتور ہے اور اس کی بقا دوسری تہذیبوں کے زوال سے منسلک ہے۔ ص. 102

* اسلام اور مغرب کے درمیان تنازعے کا بنیادی سوال طاقت اور ثقافت کا ہے۔ کہ کون حاکم بنے اور کون محکوم؟ ص. 212

آخری بات:

* "جمہوریت کا فروغ اور اس کی مضبوطی اب ہمارا نیا مشن ہے" (امریکی صدر بش - سینیئر) ص. 193

اللّٰہ تعالیٰ ہمیں یہود و نصاریٰ کے مشن کا حصہ بننے اور ان کی سازشوں میں پھنسنے سے بچائے اور تہذیبِ اسلامی - سنّتِ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین